دارالافتاء

عزیز زبیدی ۔ واربرٹن

تراویح ۔ نعمت البدعۃ ھٰذہ

ایک صاحب پوچھتے ہیں کہ:

رمضان مبارک آرہا ہے، یہ عبادت کا مہینہ ہے مگر لوگ رکعتوں کا جھگڑا کر کے بدمزہ کر دیتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ:

۱۔ صحیح کتنی رکعتیں ہیں؟ کیا ان سے کم و بیش بھی پڑھی جا سکتی ہیں؟

۲۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس نماز کو بدعت کیوں کہا ہے۔ اچھی سہی، بہرحال حضور نے جب پڑھی ہیں تو پھر بدعت کیوں؟

۳۔ کیا صحابہ نے بیس پڑھی ہیں؟ کیا ان سے اختلاف کیا جا سکتا ہے؟

الجواب

واقعی یہ ماہ، ماہِ عبادت ہے لیکن لوگوں نے اسے اکھاڑہ بنا ڈالا ہے، ہم نے اس موضوع پر ان لوگوں کو بھی جھگڑتے دیکھا ہے جو تراویح تو کجا ہے سے نماز ہی نہیں پڑھتے، اور جو پڑھتے ہیں وہ رکعتوں کی تعداد پوری کرتے ہیں۔ قیام لیل (شب زندہ داری) کا فریضہ انجام نہیں دیتے۔ وہ بیس خواں ہوں یا آٹھ پڑھنے والے۔ اس حمام میں سب ننگے ہیں اور یہ بات کسی کو یاد نہیں کہ وہ نماز اتنی لمبی ہوتی تھی کہ ان کو سحری کے فوت ہو جانے کا اندیشہ لاحق ہو جاتا تھا۔ (قیام اللیل) مگر ہمارے مدعیوں کا حال یہ ہے کہ تراویح کو صرف ایک گھنٹہ دیتے ہیں — انا للہ

۱۔ صحیح اور ثابت آٹھ رکعت ہیں:۔

(۱) حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ:

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا معمول سدا گیارہ رکعتیں تھا۔ آٹھ تراویح، تین وتر۔

یصلی اربعًا فلا تسئل عن حسنھن وطولھن ثم یصلی اربعًا فلا تسئل عن حسنھن وطولھن ثم یصلی ثلثا (بخاری باب قیام النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

باللیل فی رمضان وغیرہ ملخصاً)

آپ چار رکعتیں پڑھتے، پر وہ کتنی حسین اور طویل ہوتیں؟ بس نہ پوچھیے! پھر چار پڑھتے، پر وہ کتنی حسین اور طویل ہوتیں؟ بس نہ پوچھیے! پھر حضور تین رکعتیں پڑھتے الخ (بخاری شریف باب ۱۵۴) اس میں ہے کہ، حضور کا یہ معمول رمضان اور غیر رمضان، دونوں میں یہی تھا، رمضان میں ہوں تو انہیں قیام رمضان (تراویح) کہتے ہیں۔ اگر غیر رمضان میں ہوں تو انہیں نماز تہجد (قیام اللیل) کہتے ہیں۔ تہجد سو کر پڑھی جاتی ہے تراویح میں اس کی قید نہیں ہے۔ ہاں حضرت عمر رضی اللہ عنہ رات کے پچھلے حصے میں تراویح پڑھنے کو ترجیح دیتے تھے (قیام اللیل) لیکن یار دوستوں نے رکعتوں پر تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام کی بڑی تسبیح پڑھی ہے اور دونوں نے ہی حد کردی ہے لیکن اس روح اور اسوہ کی پرواہ نہیں کی، جو انہیں زیادہ محبوب تھی۔

سائل نے حضرت عائشہؓ سے نماز رمضان کا سوال کیا ہے مگر حضرت عائشہ نے مزید غیر رمضان کا بھی بتا دیا کہ فرق صرف نام کا ہے، کام ایک ہے۔ یعنی گیارہ رکعت، ایسا نہیں کہ تراویح پڑھ کر الگ تہجد بھی پڑھی ہو۔ (العرف الشذی شرح ترمذی علامہ انور شاہ کشمیریؒ)

باقی رہا یہ مسئلہ کہ، انھوں نے صرف رکعتیں پوری کی تھیں یا ان پر جان بھی چھڑکی تھی؟ فرمایا: کہ یہ نہ پوچھیے! بس اتنی لمبی کہ حد کر دی تھی۔ اب یہ آپ غور فرمائیں کہ اس مسئلہ پر لڑنے مرنے پر اتر آنے والوں نے کبھی اس روح اور سرور کی تلاش بھی کی کہ شروع کیں تو پھر چھوڑنے کو ان کا جی ہی نہ کرے؟

(ب) حضرت انس فرماتے ہیں کہ ہمارے پاس حضورؐ تشریف لاتے اور نماز پڑھاتی مگر ہلکی کر کے، پھر گھر تشریف لے گئے اور لمبی کر کے پڑھی، پھر تشریف لائے اور ہلکی نماز پڑھائی، پھر گھر تشریف لے گئے اور لمبی کر کے پڑھی۔ صبح ہم نے پوچھا تو فرمایا:

ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خرج علیہم فی رمضان فَخَفَّفَ بھم ثم دخل فاطال ثم خرج فخفف بھم ثم دخل فاطال الخ (مسند احمد۔ مسند انس ص ۱۵۴ ج ۳)

حضور کا ارشاد ہے کہ رات کی نماز دو دو رکعتیں ہیں (بخاری)

صلوٰۃ اللیل مثنیٰ مثنیٰ (صحیحین عن ابن عمر)

باقی کی روایت میں چار چار کا ذکر بطور استراحت کے ہے کہ ہر چار رکعت کے بعد آپ دم لیتے تھے۔

یصلی اربع رکعات فی اللیل ثم یستریح فاطال حتی رحمته (بیہقی ص۴۹ج۲)

حضرت انسؓ نے جس طرح دو پھیرے ذکر کیے ہیں اس حساب سے ان کو شمار کیا جائے تو آٹھ ہی رکعتیں بنیں گی، دو باہر آکر، دو گھر جاکر، پھر دو باہر آکر اور پھر دو گھر جاکر۔ آٹھ رکعتیں بنیں۔

(ج) حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے شب رمضان میں آٹھ رکعت پڑھائی تھیں

صلی بنا رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لیلۃ فی رمضان ثمانی رکعات والوتر الحدیث (میزان الاعتدال)

امام ذہبی فرماتے ہیں کہ اس کی اسناد درمیانی ہے (اسنادہ وسط ص۳۱۱ج۲)

امام طبرانی کہتے ہیں، اس روایت میں یعقوب منفرد ہے مگر وہ ثقہ ہے۔ معلوم ہوا کہ عیسیٰ بن جاریہ منفرد نہیں ہے، اس لیے ذہبی نے اسنادہ وسط کہا ہے۔

(د) حضرت ابی بن کعب کا ارشاد ہے کہ میں نے حضورؐ سے ذکر کیا کہ حضور میں نے خواتین کو آٹھ رکعتیں پڑھائی ہیں، آپ راضی رہے۔

فصلیت بھن ثمان رکعات واوترت فکانت سنۃ الرضا (ابو یعلی قال الھیثمی اسنادہ حسن، تحفۃ الاحوذی ص۲ج۲)

آثار صحابہ وتابعین

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ابی بن کعب اور حضرت تمیم داری کو گیارہ رکعت پڑھانے کا حکم دیا تھا۔

امر عمر ابی بن کعب، تمیما الداری ان یقوما للناس فی رمضان باحدی عشرۃ رکعۃ (رواہ مالک فی الموطا)

(ی) حضرت عمر بن عبد العزیز کے دور میں کچھ بزرگ سنت سے مشابہت کے لیے آٹھ رکعتیں پڑھتے تھے۔

انہ کان بعض السلف فی عمر بن عبد العزیز یصلون باحدی عشرۃ رکعۃ قصدا التشبیہ برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (ما ثبت من السنۃ محدث دہلوی ص۱۵۱)

باقی رہا کم وبیش پڑھنا، بہر حال منع نہیں ہے۔ ہاں زیادہ ثواب اسی میں ہے کہ حضورؐ کی سنت کا اتباع کیا جائے اور رکعتوں کی تعداد پر زور دینے کے بجائے اس کی کیفیت پر زور دیا

جائے تو اور بہتر رہے گا۔ کیونکہ جو چیز مطلوب ہے۔ وہ یہی روح ہے کہ یوں چپٹ جائیں کہ سحری کے فوت ہو جانے کا اندیشہ لاحق ہو جائے۔ یہ وہ تراویح ہیں جو رنگ لاتی ہیں۔ بہرحال اسلاف میں کم و بیش جو تراویح پڑھی گئی ہیں صرف اس لیے کہ پابندی نہیں ہے۔ بعض آثار میں تراویح چار رکعت بھی آئی ہیں۔ لیکن آپ حیران ہوں گے کہ اتنی لمبی پڑھیں کہ انہیں میں سحری ہو گئی۔

چار رکعت: عن حذيفة انه صلى مع رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم ذات ليلة فى رمضان فركع فقال فى ركوعه سبحان ربى العظيم مثل ما كان قائما ثم سجد فقال فى سجوده سبحان ربى الاعلى مثل ماكان قائما ثم جلس يقول رب اغفرلى رب اغفرلى مثل ماكان قائما ثم سجد فقال سبحان ربى الاعلى مثل ماكان قائما فما صلى الا اربع ركعات حتى جاء بلال الى الغداة (النسائى ص۱۹۱ قيام الليل ص۹۰)

حضرت حذیفہ سے روایت ہے کہ انھوں نے رمضان میں ایک رات حضورؐ کے ساتھ نماز پڑھی، پھر رکوع کیا، اس میں قیام کے برابر سبحان ربی العظیم پڑھی، پھر سجدہ کیا اس میں بھی قیام کے برابر سبحان ربی الاعلیٰ پڑھی، پھر اٹھے اور درمیان میں بیٹھ کر "رب اغفرلی رب اغفرلی" قیام کے برابر پڑھتے رہے پھر اسی طرح سجدہ میں "سبحان ربی الاعلیٰ" پڑھی، بس چار ہی رکعت پڑھ پائے تھے کہ سحری کے لیے حضرت بلال آ گئے۔

امام نسائی فرماتے ہیں یہ روایت منقطع ہے۔ ہاں رواۃ سب ثقہ ہیں۔ واللہ اعلم۔ بہرحال تابعین اور صحابہ کے عہد میں کم و بیش پڑھی گئی ہیں۔ اس کی تعداد پر سر پھٹول اچھی نہیں بلکہ رات بھر قیام کر کے اور سنت کے مطابق ان کو ادا کرنے کی کوشش ہونی چاہیے۔

دوستوں نے بیس رکعت کے لیے جو مرفوع روایات پیش کی ہیں وہ ایک بھی صحیح نہیں ہیں، ہم نے جو ذکر کی ہیں، ان میں زیادہ تر مرفوع اور قابلِ احتجاج روایات ذکر کی ہیں۔ اس لیے حضورؐ کے عمل کے مقابلے میں دوسرے کا عمل پیش کرنا اصولاً اور دیانۃً غلط ہے۔ ایسے بھی جب صحیح حدیث موجود ہو تو بہانے بنا کر اس سے گریز کرنا خدا کے ہاں انسان اس سے بری الذمہ نہیں ہو جاتا۔

اس موضوع پر ہمارے دو رسالے موجود ہیں، منگوا کر مزید مطالعہ فرمالیں۔ ایک کا نام ہے (۱) القول البدیع فی مسئلۃ التراویح (۲) دوسرے کا نام التلویح بتوضیح التراویح ہے۔

اچھی بدعت۔ نعمت البدعۃ۔ بدعت کے جو معنی یہاں بیان کیے گئے ہیں، ہم ان سے مطمئن

نہیں ہیں، ہمارے نزدیک اس کے معنے صرف معروف بدعت کے نہیں بلکہ واہ وا کے بھی ہیں۔ کہ یہ کیا ہی کمال شے ہے؛ لسان العرب میں ہے:

رجل بدع وامرأة بدعة اذا كان غايته فى كل شىٔ (لسان العرب)

یہی معنی یہاں ہیں کہ: نعمت البدعة هذه یعنی یہ کیا ہی کمال شے ہے۔

اس لیے جو بات ذہن میں کھٹکتی تھی، وہ صحیح نہیں تھی۔

عبدالرحمٰن عاجز مالیر کوٹلوی

خار بھی تیری راہ کے پھول ہیں تیری راہ میں

تجھ سا کریم و مہرباں کوئی نہیں نگاہ میں — لایا مجھے کشاں کشاں دل تیری بارگاہ میں
لطفِ گناہ قلیل تر رنجِ گناہ طویل تر — ایک گناہ گار نے پایا یہی گناہ میں
دین بہت ہے قیمتی جاہ و جلال دہر سے — دین نہ دے تو ہاتھ سے شوقِ جلال و جاہ میں
دل میں نہ کوئی مدعا لب پہ نہ کوئی التجا — غرق ہوئی ہیں چاہتیں آپ کی ایک چاہ میں
حسنِ یقین سے دل ترا اب بھی جو بہرہ مند ہو — اب بھی فغاں میں رنگ ہو اب بھی اثر ہو آہ میں
تیرے ہر ایک کام سے ہے وہ خبیر باخبر — دن کی وہ روشنی میں ہو یا وہ شبِ سیاہ میں
دونوں جہاں کے خوف سے اس کو پناہ مل گئی — تیرے کرم سے آگیا جو بھی تیری پناہ میں
شاہ و گدا ہر ایک پر طاعتِ حکم فرض ہے — فرق نہیں خدا کے ہاں کچھ بھی گدا و شاہ میں
گرد بھی تیری راہ کی سرمہ ہے میری آنکھ کا — خار بھی تیری راہ کے پھول ہیں تیری راہ میں

تیری خوشی کے واسطے دشمنِ دیں کے سامنے
عاجزِ خوش نوا بھی اب آگیا رزم گاہ میں